اشعار کی تشریح

شعر نمبر ۱۔ یہ فخر تو حاصل ہے برے ہیں کہ بھلے ہیں

دو چار قدم ہم بھی تیرے ساتھ چلے ہیں

تشریح:

غزل کے سر یں شاعرہ ادا جعفری اپنے محبوب کے ساتھ تعلق اور اس کی رفاقت پر نازاں ہیں ہیں کہ اے میرے محبوب تیری نظروں میں ہم اچھے ہیں یا برے ہیں لیکن اس بات پر نہ گرے کے چاہے کچھ دن ہی سہی کچھ عرصہ یہ ہمیں تمہاری قربت اور مجھے اچھا لگتا ہے یا نہیں ہے ہمارے لئے تو بہرحال قابل فخر اور قابل عزت ہے۔ شاعر اپنے محبوب کو اپنی آنکھوں میں سمایا ہوا اور دل کے قریب پاتی ہے۔

شور نمبر ۲۔

جلنا تو چراغوں کا مقدر ہے ازل سے

یہ دل کے کنول ہیں کہ بجھے ہیں نہ جلے ہیں

تشریح:

اس شعر میں شاعرہ چراغ اور عاشق کے دل کا موازنہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ چراغ کی قسمت میں ہمیشہ جلنا لکھا ہے سارا کہتی ہیں کہ جب سے یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے اس وقت سے اللہ تعالی نے جلنے کا کام چراغوں کی ذمہ لگا دیا ہے اور وہ یہ کام بخوبی انجام دے رہے ہیں یعنی دوسروں کو روشنی مہیا کرتے ہیں مگر خود جلتے رہتے ہیں دوسروں کے فائدے کے لئے اپنی ذات کو جلا دینا کوئی معمولی بات نہیں سائرہ کہتی ہیں کہ رات تو اپنا فرض سرانجام دے رہے ہیں مگر دل کے چراغ میں اس کے حقیقی کا شعلہ نہیں بھرتا یہ سولہ اللہ نے روشن کیا ہے اس لیے مکمل طور پر بچ نہیں سکتا اور پوری طور پر اپنی آبوتاب اس لیے نہیں دکھا سکا کیونکہ انسانی دنیا کے غموں میں الجھ کر رہ گیا ہے۔ اس دل کے کنول کے جلنے کا انتظام ہی نہیں کیا۔ شاعرہ کا دل بھی ایسی ہی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس کا دل نہ تو جل رہا ہے اور نہ ہی مکمل طور پر بجھا ہوا ہے۔

شعر نمبر ۳۔

نازک تھے کہیں رنگ گل و بوئے سمن سے

تشریح:

اس شعر میں شاعرہ کہتی ہیں کہ میرے محبوب کے لیے میرے جذبات خوبصورت پھول کے رنگ اور خوشبو کی طرح نازک تھے میرے جذبات پھولوں جیسے خوشنما ہوتے ہیں مگر جب آداب و تہذیب کی بات ہوتی ہے تو جذبات اور آداب اور تہذیب کے دائرے میں سمٹ کر رہ گئے میرے جذبات آداب کی پابند ہوگی شاعرہ یہ کہنا چاہتی ہے کہ میرے جذبات خواہ کتنے ہی نرم ونازک رکھے کیوں نہ ہو یہ آداب کی حد میں محدود رہیں گے۔

شعر نمبر ۴:

تھے کتنے ستارے کہ سرِ شام ہی ڈوبے

ہنگامِ سحر کتنے ہی خورشید ڈھلے ہیں

تشریح:

شاعرہ نے اس شعر میں میں موت کی حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا ہے کہ موت کسی کا لحاظ نہیں کرتی بہت سے ستارے جنہوں نے آسمان کی زینت بننا تھا مٹ گئے اور اپنی جماعت کو دھمک ظاہر نہ کرسکے اور کتنے سورج تھے جو اپنے روز دیکھے بنا ہی ڈھل گئے موت ایک تلخ حقیقت ہے موت بچے بوڑھے اور جوان کسی کا بھی لحاظ

نہیں کرتی بہت کم عمری میں ہی مر جاتے ہیں اور بہت سے جوان اپنی جوانی کی بہاریں دیکھے بغیر یہ دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

شعر نمبر ۵:

جو جھیل گئے ہنس کر کڑی دھوپ کے تیور

تاروں کے خنک چھاؤں میں وہ لوگ جلے ہیں

تشریح:

غزل کے شعر میں شاعرہ کہتی ہیں کہ کچھ لوگوں نے سورج کی تمازت تو ہنسی خوشی برداشت کر لی ہے مگر تاروں کی ہلکی سی چمک بھی ان کی برداشت سے باہر ہے یہ ایک فطری بات ہے کہ جن سے توقع زیادہ ہو وہ امیدوں پر پورا نہ اترے تو تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کی برصغیر و سے اچھائی کی کوئی توقع نہیں ہوتی اس لیے ان کی اذیتوں کے لئے انسان پہلے سے تیار رہتا ہے شاید یہ بھی کہتی ہیں کہ غیروں کا برا سلوک تو ہنس کر سہہ جاتے ہیں مگر اپنوں کی بے وفائی کا زخم ہمارے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔

شعر نمبر ۶۔

اک شمع بجھائی تو کئی اور جلا لیں علی

ہم گردش دوراں سے بڑی چال چلے ہیں

تشریح:

شاعرہ اس شعر میں اپنی حوصلہ مندی کا تذکرہ کرتی ہے کہ ہمارے محبوب کے ساتھ ساتھ اس زمانے میں بھی ہمارے ساتھ کتنی زیادتیاں کیں ہیں نیز آندھیوں نے جب ہماری جلائی ہوئی ایک شمع کو بجھا دیا تو اس کے متبادل کے طور پر ہم نے کئی شمعیں جلا رکھی تھیں ۔ عشق کی راہ پر چل پڑے ہیں تو مصائب اور دکھوں سے گھبرانے والے ہم نہیں ہیں۔ زمانہ ہماری ایک امید کو پوری نہ ہونے دے گا تو ہمیں مایوس نہ پائے گا ہم زمانے کی چال کو ناکام کرکے رہیں گے ۔ ہمیں ختم کرنے اور محبوب کے راستے سے ہٹانے والے ہمارے دشمن ہمارے خلاف کسی سازش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ ہم نے کامیابی کے حصول کے لئے نئے راستے دریافت کیے ہیں ۔یوں ہم نے وقت کی گردش کو فریب دے دیا۔ بقول شاعر!

اپنا شیوہ ہے اندھیروں میں جلاتے ہیں چراغ

ان کی حسرت ہے زمانے میں یونہی رات رہے

(غزالاں تم تو واقف ہو)